نبی اکرمؐ کا گھرانہ

شاہ بلیغ الدین

حضورؐ کے والد عبداللہ تاجر تھے اور والدہ آمنہ جلیل القدر ذہین خاتون تھیں

قریش کے سردار کا کہنا تھا کہ —— اخلاق اچھے ہوں۔ آدمی ظلم نہ کرے۔ اور غرور تکبر سے بچا رہے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس سردار نے ایک سو دس برس کی عمر پائی۔ کوئی کہتا ہے ۵۷۹ء میں بیاسی برس کی عمر میں خانہ کعبہ کے رکھوالے کا انتقال ہوا۔ اس وقت ابرہہ آشرم کے واقعے کو کوئی آٹھ برس گزر رہے تھے۔

سیّد القریش

یہ سردار یثرب میں پیدا ہوا۔ سات آٹھ برس کی عمر تک وہیں رہا پھر مکہ میں آیا۔ ہجرت کے بعد یثرب کی بستی مدینۃ النبیؐ کہلانے لگی۔ اب اسے یثرب کہنے کا حکم نہیں۔ اس سردار کی والدہ سلمٰی بنو نجار کی تھیں۔ آج جہاں مسجد نبویؐ واقع ہے اس کے پاس ہی رہتی تھیں۔ ابھی یہ سردار پیدا نہیں ہوا تھا کہ فلسطین کے شہر غزّہ میں اس کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ ہاشم نام تھا۔ عمر مشکل سے پچیس برس کی ہوگی۔ کچھ دنوں بعد قریش کا یہ سردار اپنے ننھیال میں پیدا ہوا۔ عجیب بات یہ تھی کہ نومولود کے سر میں ایک گچھا سفید بالوں کا تھا۔ اس لئے عزیز رشتہ دار اسے شیبۃ الحمد پکارنے لگے۔ نام عامر تھا لیکن شہرت چچا کے نام سے ہوئی جو مطّلب کہلاتے تھے۔ چونکہ چچا بھتیجا اکثر ساتھ رہتے تھے اس لئے لوگوں نے بھتیجے کو عبدالمطلب پکارنا شروع کیا — مطّلب کا غلام!

سردارِ قریش عبدالمطلب تجارت کرتے تھے۔ شام اور یمن کے علاقوں میں اُن کا کاروبار تھا۔ اُونٹوں کے بہت بڑے گلّے کے مالک تھے۔ طائف میں ایک کنواں اُن کے پاس تھا۔ خانۂ کعبہ کے نگہبانوں میں ان کا شمار تھا اور مکّہ کی یاترا کے موقع پر دو بڑے کام اُن کے سپرد تھے۔ سقایہ یعنی پانی پلانا اور رفادہ یعنی کھانا کھلانا۔ یاتری بڑی تعداد میں مکہ میں جب جمع ہوتے تو آج کی اصطلاح میں عبدالمطلب کا ہوٹل کا کاروبار خوب چمک جاتا تھا۔ وہ بڑے خوش اخلاق اور فیاض آدمی تھے۔ اُن کی مہمان نوازی کی دور دور شہرت تھی۔ دسترخوان ہمیشہ وسیع رکھتے تھے۔ انہوں نے رفاہِ عام کی غرض سے بہت سے کنوئیں کھدوائے تھے۔ زمزم کو پھر سے کھدوانے کیلئے انہوں نے تین راتوں تک مسلسل خواب دیکھا تھا۔ زمزم کا کنواں بڑا عرصہ پہلے عمرو بن حارث جرہمی نے بند کرا دیا تھا۔ لوگوں کو یہ بھی یاد نہ رہا تھا کہ یہ کنواں کہاں واقع تھا۔ خواب میں جناب عبدالمطلب کو یہ جگہ دکھائی گئی۔ سچا خواب دیکھنا بزرگی کی علامت ہے۔ عبدالمطلب کا شمار

اپنے دور کے موحّدین میں ہوتا ہے وہ دینِ ابراہیمی کے پیرو کار تھے اور رمضان کا مہینہ وہ غارِ حرا میں گزارتے تھے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کا نزول ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ اصحابِ فیل نے حملہ کیا تو انہوں نے غارِ حرا ہی میں بیٹھ کر دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے۔ تو اپنے سامان اور اپنے گھر کعبے کی حفاظت فرما۔ اُن کی سبیلیں اور اُن کے فریب و حیلے تیری قدرت پر غالب نہیں آسکتے اگر تو انہیں چھوڑ دینے والا ہے کہ ہمارے قبیلے کے ساتھ جو چاہیں کریں تو تجھے بے شک اختیار ہے

چچا صاحبان

ان کی زیادہ اولاد ان کی بیوی بنو مخزوم کی فاطمہ کے بطن سے ہوئی جن سے حضرت عبداللہ رضہ (نبی اکرم کے والد محترم) اور چچاؤں میں زبیر اور ابو طالب کے علاوہ سیدالمرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پھوپھی امِ حکیم البیضا بھی تھیں جو حضرت عثمانؓ کی نانی تھیں۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابو لہب بھی انہی کے بطن سے تھا لیکن مستند روایت یہ ہے کہ ابو لہب کی والدہ بنی خزاعہ کی تھی۔

اکیسؔ یا بائیسؔ برس کی عمر تھی جب حضرت عبداللہ اپنے والد خواجہ عبدالمطلب کے ساتھ یثرب گئے۔ یہ جگہ ان کے لئے نئی نہ تھی۔ یہاں بنو نجار میں ان کی ننھیال تھی ــــ عبدالمطلب ہی نہیں اُن کے والد ہاشم کی شادی بھی بنو نجار ہی میں ہوئی تھی۔ قریش کے کچھ خاندان مکے سے یہاں آکر بس گئے تھے۔ ان ہی میں بنو زہرہ بھی تھے۔ وہب بن عبدمناف اُن کے سردار تھے۔ اُن کے چھوٹے بھائی وہیب بھی ان کے ہی ساتھ رہتے تھے۔ بڑے اور چھوٹے بھائی کی ایک ایک بیٹی تھی۔ بڑے بھائی وہب کی صاحبزادی کا نام آمنہ تھا اور چھوٹے بھائی وہیب کی بیٹی ہالہ تھیں۔ عبدالمطلب نے وہیب کی بیٹی ہالہ سے نکاح کیا۔ امیر حمزہ اُن ہالہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ رشتے میں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے اور خالہ زاد بھائی بھی۔ دونوں ہم عمر تھے اور دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ حضرت حمزہ اس وقت ایمان لے آئے جب اللہ کے رسولؐ بیتِ ارقم میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہؓ کو اللہ کے رسول نے اسد اللہ اور اسدِ رسول کا خطاب دیا تھا۔ اُن کے سوا یہ خطاب نبی اللہ نے کسی اور کو نہیں دیا۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں میں صرف حضرت عباسؓ اور حضرت حمزہ ہی نے اسلام قبول کیا۔ ان دونوں بزرگوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی۔ باقی کسی چچا کو نہ اسلام کا نام لینے کی توفیق ہوئی نہ تبلیغِ دین میں کبھی کسی نے کوئی مدد کی۔

والدین

حضرت آمنہ کی عمر لگ بھگ بیس برس کی تھی جب ان کا پیام طے ہوگیا۔ ان کی والدہ کا نام برّہ تھا۔ حضرت آمنہ کے بیاہ سے پہلے ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا کیونکہ اُن کے چچا وہیب یا اُہیب نے ولی کی حیثیت سے حضرت آمنہ کی شادی کی۔ طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ شادی کے بعد حضرت عبداللہ نے اس زمانے

میں عرب کے رواج کے مطابق تین دن تک حضرت آمنہ ہی کے گھر میں قیام کیا۔ یہ شادی حضرت عبداللہ کی قربانی کے واقعے کے ایک سال بعد اور چاہ زمزم کے کھودے جانے کے دس سال بعد ہوئی تھی۔ حضرت آمنہ اور حضرت عبداللہؓ کا ساتھ کوئی تین چار برس رہا۔ پچیس برس کی عمر تھی کہ حضرت عبداللہ ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام کے شہر غزہ گئے ہوئے تھے۔ واپسی میں بیمار پڑے اور یثرب میں ٹھہر گئے۔ کوئی ایک مہینہ ٹھہر کر وہ لانابغہ بن عدی بن نجار کے گھر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ حضرت آمنہ کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ کو رات میں دفن کیا گیا۔ وہ اپنے والد کی طرح نہایت فیاض اور رحمدل آدمی تھے۔ ان کے جنازے میں بہت لوگوں نے شرکت کی چونکہ وہ اپنے ملنے میں بڑے ہردلعزیز تھے۔

حضرت آمنہ بڑی ذہین اور بڑی جلیل القدر خاتون تھیں زبان پر انہیں خاصی دسترس حاصل تھی اور شعر کہنے کا ذوق تھا حضرت عبداللہ پر اُن کے اشعار اور اپنے عظیم المرتبت فرزند ارجمند کی شان میں اُن کے قصائد سیرۃ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت مریم کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی الفت اور الہام کی قوتوں سے نوازا تھا۔ ابن سعد اور ابن ہشام کی روائیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کے جگر گوشے کا نور ان کے بطن میں آیا تو یہ بات آپ کو الہام ہی کے ذریعے معلوم ہوئی۔ ایک روایت ہے کہ شادی کے دس مہینے بعد اور دوسری روائیت ہے کہ ایک سال آٹھ مہینے بعد ولادتِ نبوی ہوئی۔ ابن سعد (اخبار النبی حصہ اول صہ[۶۱]) اور معجم کبیر کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کا اسمِ گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی پیدائش سے پہلے حضرت آمنہ کو القا کیا۔ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ہی کا دودھ پیا پھر یہ سعادت ابولہب کی لونڈی ثویبہ کے حصے میں آئی۔ اُن کی برکت سے وہ آزاد کر دی گئیں بعد میں اُنہیں اسلام لانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جملہ سات بیبیوں نے آپ کو دودھ پلایا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کو یہ سعادت سب سے بڑھ کر حاصل ہوئی۔

جعفر بن محمد کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ کا انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دو مہینے بعد ہوا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ولادت کے ایک سال بعد ہوا۔ ابن ہشام کی یہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے بیٹے کو نہیں دیکھا۔

ورثہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدِ محترم کے ترکے میں نقد و جنس بہت کچھ ملا۔ واقدی اور ابن سعد کے علاوہ ماوردی نے احکام السلطانیہ میں ابنِ جوزی نے الوفا میں اس ترکے کی تفصیل دی ہے روایتوں کی چھان بین سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کھلائی ام ایمن جن کا نام برکتہ تھا اور دو غلام۔ شقران اور صالح بھی ترکے میں ملے۔ ان کے علاوہ بھیڑ بکریوں کا ایک گلہ اور پانچ اُوارک اُونٹ بھی ملے یہ اعلیٰ نسل کے

اونٹ تھے۔ جو صرف پیلو کے پتے کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ سواری کے دو اونٹ اور بھی تھے۔ (ابن سعد اخبار النبی حصّہ اوّل ص ۱) شعب بنو ہاشم کا وہ مکان جس میں حضرت آمنہ رہتی تھیں وہ بھی ترکے میں ملا یہی مکان ہے جس کا تذکرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر کیا تھا کہ ہجرت کے بعد عقیل نے اسے اپنے طور پر فروخت کر دیا۔ سامانِ تجارت میں سے کھجور، چمڑا اور کچھ نقد بھی آپ کے حصّہ میں آیا۔ کھجور اور چمڑے کا بیوپار ان دنوں سب سے بڑا کاروبار سمجھا جاتا تھا اس کے علاوہ شہر مکہ میں حضرت عبداللہ کی ایک دکان بھی تھی۔ بعض روائتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کپڑا بھی بکتا تھا اور سلائی کا کام بھی ہوتا تھا اسی دکان میں ابوطالب ملازم تھے۔ المعارف میں حضرت علی کی روایت ہے کہ ابوطالب حالتِ عسرت میں تھے اسی دکان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کا ابتدائی کام سیکھا۔

ولادتِ نبوی سے چھ برس تین مہینے تک حضرت آمنہ زندہ رہیں۔ اس زمانے میں گھر کا خرچ اسی ترکے سے ہونیوالی آمدنی سے چلتا تھا۔ ظاہر ہے کہ سامانِ تجارت شراکت میں جاتا ہوگا۔ چونکہ زبیر عبدالمطلب کی بینائی خراب ہونیکی وجہ سے اُن کا تمام کاروبار سنبھالے ہوئے تھے۔ اس لئے بھائی عبداللہ کا کاروبار بھی انہی کے سپرد ہوگا۔ ام ایمن، شقران اور صالح زندگی بھر حضور کے ساتھ رہے۔ حضرت صالح اصحابِ بدر میں شامل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے علم کیلئے اپنے نبی کو کسی فردِ بشر کا مرہونِ منت نہیں رکھا اسی طرح روٹی کپڑے اور مکان کے لئے بھی اللہ کے رسولؐ ـــ اپنے دادا یا اپنے چچاؤں کے محتاج نہیں رہے ـــ ابو طالب کے قصیدۃ لامیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی عمر سے اپنے قبیلے والوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ بالخصوص ابوطالب کی مالی امداد کرتے تھے۔ اپنے والد کے چھوڑے ہوئے ترکے ہی سے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے الزبیر کی نگرانی میں امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار شروع کیا بخاری کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکپن میں جیاد کی پہاڑی پر ابو معیط کی بکریاں بھی چرائیں۔ مؤرخین متفق ہیں کہ اس آمدنی سے بھی آپ صلہ رحمی فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت عبداللہ کے ترکے سے آپ کی بندھی ہوئی آمدنی تھی اس لئے جو کچھ آپ خود کماتے جناب ابوطالب کے حوالے کر دیتے تھے۔ صلہ رحمی اور انفاق فی سبیل اللہ آپ کے کردار کا وصف ہے جو بچپن ہی سے آپ میں نمایاں تھا۔ پہلی وحی کے موقع پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے خاص طور پر آپ کی اس خوبی کا ذکر کیا ہے۔ تمام مؤرخین اور محدثین اس بارے میں متفق ہیں کہ آپ نے ہمیشہ دوسروں کی مدد کی حتیٰ کہ خود بھوکے رہے اور منہ کا نوالہ بھی دوسروں کو دیدیا۔ یہ شان پیغمبری ہے

صدرِ خاندان

چھ برس تین ماہ کی عمر میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا انتقال ہوا تو عبدالمطلب اپنے پوتے کو اپنے گھر لے آئے وہ آپ سے بہت محبت کرتے تھے مختلف روائتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یقین تھا کہ آمنہ کا جگر گوشہ بڑا نام پانے والا ہے۔ بمشکل دو سال دادا کی سرپرستی میں گزارے تھے کہ عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔

حضور اکرمؐ نے ۵۳ برس کی عمر میں مدینہ ہجرت فرمائی۔ آٹھ برس کی عمر سے لیکر ۵۳ برس تک کل ۴۵ سال ہوتے ہیں۔ اس عرصے میں خاندان کے تین سربراہ منتخب ہوئے۔ دادا کی وفات کے بعد جیسا کہ طبقات ابنِ سعد میں ہے زبیر جو عبدالمطلب کے وصی اور جانشین تھے خاندان کے سربراہ بنائے گئے کیونکہ وہی سب بھائیوں میں بڑے تھے۔ تاریخ یعقوبی، انساب الاشراف (بلاذری) ارض الانف (سہیلی) خطباتِ احمدیہ بزبانِ انگریزی (سر سید احمد خان) رحمۃ اللعالمین (قاضی سلیمان) میں زبیر ہی کو عبدالمطلب کے بعد صدرِ خاندان لکھا ہے۔ حربِ فجار اور حلف الفضول کے وقت یہی حضور اکرمؐ کے سرپرست اور خاندان کے سربراہ تھے بعض روائتوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۰ - ۲۲ برس کی تھی کہ حضرت زبیر کا انتقال ہوا۔ حضرت زبیر کی بیوی عاتکہ بنت وہب بن عمرو تھیں جنہیں حضور اکرمؐ ماں کہا کرتے تھے۔ انکے بڑے صاحبزادے طاہر حضور اکرمؐ کے ساتھی اور ہم عمر تھے۔ ابن ابی الحدید نے لکھا کہ کم عمری میں ان کا انتقال ہوا۔ انہی کے نام پر اللہ کے رسول نے حضرت خدیجہ رضہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے کا نام طاہر رکھا تھا۔ چھوٹے صاحبزادے عبداللہ تھے جنہوں نے نبوتؐ کا زمانہ پایا۔ جنگِ اجنادین میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ اصابہ میں ابنِ حجر نے لکھا ہے اللہ کے رسولؐ انہیں دیکھتے تو فرماتے۔ یہ میری پیاری امی کا بیٹا ہے۔ حضرت عاتکہ نے اپنے یتیم بھتیجے کو ماں کا پیار دیا تھا جسے آپ نے کبھی نہ بھلایا۔

حضرت زبیر کے انتقال کے بعد ابوطالب خاندان کے سربراہ مقرر ہوئے۔ ابوطالب نے ہجرت سے دو ڈھائی برس پہلے شعب بنو ہاشم میں انتقال کیا تو خاندان کا سربراہ ابولہب منتخب ہوا جو بدر کی لڑائی کے سات مہینے بعد سرطان کے مرض میں مبتلا ہو کر مرا۔ اس وقت اسلامی مملکت قائم ہو چکی تھی۔

بنو ہاشم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنا صدرِ خاندان سمجھتے تھے۔ بہت جلد تمام جزیرہ نمائے عرب نے آپ کو اپنا امام تسلیم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپؐ کو دونوں جہانوں کا سردار بنا کر پیدا کیا ہے۔